خطاب جمعۃ المبارک جنوری 3، 2020

وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْناً وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَاماً(الفرقان)

مجموعہ آیات کا پہلا جملہ ہی ہم نے عنوان بنالیا ہے۔یعنی رحمان کے بندوں کی خصوصیات۔ آیات کے آخر میں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ یہی لوگ جنت کے اعلیٰ مقام کے حقدار ہوں گے۔

1۔زمین پر عاجزی سے چلنا) خدائے رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں(**وضاحت:** یہ سورہ بنی اسرائیل میں بیان کردہ خصوصیت یعنی ’زمین پر اکڑ کر چلنا‘ کا برعکس رویہ ہے۔وہ اگر اپنی خدائی کا اعلان تھا تو یہ بندگی کا اعلان ہے۔وہ اگر سرکشی کا رویہ تھا تو یہ انکساری کا رویہ ہے۔وہ اگر حق کی مخالفت کا رویہ تھا تو یہ حق کے سامنے جھک جانے کا رویہ ہے۔وہ اگر لوگوں کو حقیر سمجھنا تھا تو یہ دوسروں کی رعایت کا انداز ہے۔وہ خدا کے دشمن کی چال تھی تو یہ خدا کے بندے کی چال ہے۔**حدیث :** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور بندے کے معاف کر دینے سے اللہ تعالی اس کی عزت بڑھا دیتا ہے اور جو آدمی بھی اللہ کے لئے عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ اس کا درجہ بلند فرما دیتا ہے۔(صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 2095(۔۔۔اور جو عجز و انکساری سے نہیں چلتے انہیں اللہ تعالی فرماتا ہے۔۔۔ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ﴿٣٧﴾ اور زمین میں اکڑ کر نہ چلو، تم نہ زمین کو پھاڑ سکتے ہو، نہ پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتے۔

ایک واقعہ شیخ سعدی اور قسطنطنیہ کے ساحل پر ملنے والا نوجوان عمدہ اخلاق تھے روشن پیشانی تھی لوگ اسے مسجد لے آئے امام مسجد کو بھی وہ پسند آیا۔۔۔۔مجھے اپنے علاوہ کوءی گندگی نظر نہ آئی تو میں اللہ کے گھر سے نکل آیا تاکہ وہ صاف رہے۔۔۔۔ عاجزی انسان کو اوپر اٹھاتی ہے۔۔۔اللہ کے سامنے تم خود کو جتنا گراؤ گے وہ تمہیں اتنا بلند کرے گا لیکن اگر تم تکبر کرو گے تو وہ تمہیں ذلیل کر دے گا۔۔۔۔ پھل دار شاخین ہمیشہ سرنگوں ہوتی ہیں۔۔۔۔ جیسے کسی نے کیا خوب کہا:

جو عالی ظرف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کے ملتے ہیں　　صراحی سرنگوں ہو کر بھرا کرتی ہے پیمانہ

absiddique111@gmail.com

شیخ سعدیؒ نے بڑی خوبصورت بات فرمائی ہے:۔ **تواضع کند مرد راسر فراز**　　**تواضع بود سروراں راطراز**

ترجمہ:عاجزی مرد کو سربلند کرتی ہے اور عاجزی سرداروں (فقراء) کی زینت ہے۔

تواضع زگردن فرازاں نکواست　　**گدا گر تواضع کند خوئے اوست**

ترجمہ:عاجزی تکبر والوں سے اچھی ہے گدا گر (بھکاری) عاجزی کرے تو اس کی عادت ہے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔(ان اللّٰہ اوحی الی ان تواضعوا)(۵) ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی فرمائی ہے کہ تم آپس میں عاجزی سے پیش آؤ۔) (صحیح مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا، باب الصفاۃ التی یعرف بھا فی اھل الجنۃ واھل النار...)۔۔۔ مردِ مومن فقر وولایت کے آخری مقام ومرتبے کے باوجود عاجزی وانکساری کو اپنائے رکھتا ہے اور عبد کہلانا ہی پسند کرتا ہے اگرچہ اس کے قبضہ میں دونوں جہاں کی شاہی ہی کیوں نہ ہو بقول اقبالؒ:۔

متاعِ بے بہا ہے درد وسوزِ آرزومندی　　**مقامِ بندگی دے کر نہ لوں شانِ خداوندی**

حضرت وہبؒ کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا شخص تھا جو ستر سال تک عبادت وریاضت میں مصروف رہا، اس نے ایک بار اللہ رب العزت کے حضور میں اپنی کسی احتیاج کیلئے دعا کی جو قبول نہ ہوئی، وہ اپنے آپ کو ملامت کرنے لگا، کہ اگر تجھ میں کچھ بھلائی ہوتی تو تیری حاجت ضرور پوری ہوتی، یہ سب تیرے نفس کی نحوست ہے، اسی وقت اسے بشارت دی گئی کہ اے انسان تیری وہ گھڑی جس میں تو نے اپنے نفس کو حقیر وذلیل سمجھا تیری ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ حضرت شعبیؒ بیان کرتے ہیں کہ گزشتہ ایک اُمت میں ایک ایسا صاحب کرامت انسان بھی تھا کہ دھوپ کے عالم میں ایک بادل کا ٹکڑا اس پر سایہ کیے رہتا تھا، ایک دفعہ یوں ہوا کہ ایک دوسرا شخص بھی اس کا سایہ دیکھ کر اسکے ساتھ چل دیا، وہ عابد اس خیال سے سرشار ہو کر پھولا نہ سمایا کہ اس جیسے لوگ بھی میری نیکی کا اعتراف کرتے ہیں اور میرے ساتھ چلتے ہیں، جب وہ چلتے چلتے الگ ہونے لگے تو سایہ دوسرے شخص کے ساتھ ہو لیا۔۔۔ گویا بندہ جب اپنی انا کو روند کر عبد کی حیثیت میں چلتا ہے تو خالق کی ساری مخلوق اس کی ہو کر ساتھ ساتھ چلتی ہے لیکن جب بندہ اپنی انا میں آجائے تو خلق خدا اسی کو روندتے ہوئے کسی اور کے ساتھ چل دیتی ہے۔

absiddique111@gmail.com

»حضور ﷺ نے فرمایالا يدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرة من كبر« صحیح مسلم:91

"وہ شخص جنت میں داخل نہ ہو گا کہ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی اپنی بڑائی ہو۔۔۔۔۔۔

2۔ **جاہلوں کے مقابلے میں بردباری**) اور جاہل ان کے منہ آئیں تو کہہ دیتے ہیں کہ تم کو سلام (**وضاحت** :اس دنیا میں ہمیشہ ایسے لوگ موجود ہوتے ہیں جو بلاوجہ دوسروں سے الجھتے ہیں۔ ایسے جاہلوں کے جواب میں مومنین کا طریقہ صبر کا ہوتا ہے۔وہ ان کی بے ہودہ باتوں کا جواب دینے کے بجائے سلام کرکے رخصت ہو جاتے ہیں۔ سلام، گالی اور جہالت دونوں کا بہترین جواب ہے۔ **حدیث** : **حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ** سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے کچھ رشتہ دار ہیں جن کے حقوق میں ادا کرتا ہوں اور وہ میرے حقوق ادا نہیں کرتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ بد سلوکی کرتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ حلم وبردباری سے پیش آتا ہوں اور وہ میرے ساتھ جہالت برتتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو ایسا ہی ہے جیسا تو کہتا ہے تو گویا ان کے چہروں پر سیاہی پھیر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے مقابلے میں ہمیشہ تیرا مددگار رہے گا جب تک تو اس حالت پر قائم رہے گا۔ (مسلم)۔۔۔۔۔ انسان کو ہر قسم کی برائیوں سے اُبھارنے والا شیطان اور اس کا جرگہ ہے۔اس عدو مبین کی شرارتوں سے پناہ مانگنے کا حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دیا گیا تھا: خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ - وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ--اے نبی ﷺ! نرمی اور درگزر کا طریقہ اختیار کرو۔ معروف کی تلقین کیے جاؤ اور جاہلوں سے نہ اُلجھو۔ اگر کبھی شیطان تمھیں اُکسائے تو اللہ کی پناہ مانگو وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (الاعراف ۱۹۹:۔۲۰۰)۔۔۔۔۔ حق کی وصیت، نیکی کی تلقین اور برائی سے اجتناب کی نصیحت ایسی چیزیں نہیں ہیں جو ہمیشہ ٹھنڈے پیٹوں قبول کرلی جائیں بلکہ اس راہ میں داعیانِ حق پر زیادتیاں بھی کی جاتی ہیں اور جاہلوں کی اشتعال انگیزیوں سے بچنے کی تدبیر صرف یہ ہے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

absiddique111@gmail.com

داعیِ حق اس سے اللہ کی پناہ مانگے جس کی قدرت شیطان پر بھی حاوی ہے۔ سورۂ حم السجدہ میں بھی انھی الفاظ کے ساتھ آپ ﷺ کو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے اور سورۂ مومنون میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ شیطان سے کس طرح اللہ کی پناہ مانگی جائے: ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَصِفُونَO وَقُل رَّبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِO وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَن يَحْضُرُونِ برائی کو اس طریقے سے دفع کرو جو بہترین ہو۔ جو کچھ باتیں وہ تم پر بناتے ہیں وہ ہمیں خوب معلوم ہیں اور دعا کرو کہ پروردگار میں شیاطین کی اکساہٹوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں، بلکہ اے رب! میں تو اس سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں۔ (المومنون: ۹۶ تا ۹۸)۔۔۔ **مذہبی رواداری اور برداشت کی ایک روشن** مثال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں نجران کے وفد کی ہے۔ یہ وفد نصاریٰ کا تھا جو مدینہ شریف حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وفد کی مہمانداری کی۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ان کو جگہ دی بلکہ ان کو اپنے طور طریقے پر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نماز پڑھنے کی بھی اجازت فرمادی۔۔۔۔ ایک دن ایک بدو آیا اور اس نے آپ ﷺ کی چادر اس زور سے کھینچی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن مبارک سرخ ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا، بولا کہ میرے اونٹوں کو غلہ سے لاد دے۔ اس نے گستاخانہ جملے بھی کہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے اونٹوں پر جو اور کھجوریں لدوا دیں اور کچھ تعرض نہ فرمایا۔۔ آپ ﷺ کا فرمان تھا: ”طاقتور وہ نہیں جو کسی دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ اصل طاقتور وہ ہے جو غصے کے وقت خود پر قابو رکھے“۔ (مسلم، حدیث نمبر 2014(۔۔۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مسلمان قبیلے کے قحط دور کرنے کی خاطر ایک یہودی زید بن سعید سے اسّی دینار قرض لیا۔ چنانچہ اس سے قبیلے کو خوراک مہیا کر دی گئی۔ ادائیگی کے وقت سے پہلے ہی زید، حضور ﷺ کے پاس آیا اور گستاخانہ انداز میں رقم کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ حضرت عمرؓ اس کی گستاخی کو برداشت نہ کر سکے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا سر قلم کرنے کی اجازت چاہی، مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اے عمر رضی اللہ عنہ! تمہیں چاہیے تھا کہ مجھے حسن ادا کی تلقین کرتے اور اسے حسن طلب کی“۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف اس کے قرض کی فوری واپسی کا حکم دیا بلکہ بیس صاع (تقریباً دو من) زیادہ کھجوریں دینے کا حکم دیا۔ اس سلوک سے وہ مسلمان ہو گیا۔ وما علی الا البلاغ

absiddique111@gmail.com

طالب دعا: محمد ابو بکر صدیق